

الميزان

شماره نمبر ۲۱ ستمبر ۲۰۲۱ء

ناصرات الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ آسٹریلیا کے لئے مخصوص رسالہ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرست مضامین

2	اداریہ	10	نیکی
3	کلام اللہ تعالیٰ	13	ترانہ واقفاتِ نو آسٹریلیا
4	کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم	14	دانتوں کی صفائی اور حفاظت
5	کلام حضرت مسیح موعودؑ	16	ذرا مسکرائیے
6	خلاصہ خطبہ		

زیر نگرانی: عابدہ چوہدری (صدر لجنہ اماء اللہ آسٹریلیا)

صیجہ فاروق (سیکرٹری اشاعت لجنہ اماء اللہ آسٹریلیا)

مدیرہ: نجمہ عثمان

ڈیزائننگ: عائشہ وحید

ٹائپنگ اور پروف ریڈنگ: محمودہ طلعت، صیجہ فاروق، عائشہ وحید



اداریہ

پیارے اطفال اور ناصرات الاحمدیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پچھلے سال جہاں کرونا کی وجہ سے سب کی زندگیوں میں بہت سی تبدیلیاں آئیں ہیں۔ وہاں کچھ مثبت مواقع بھی ملے ہیں جیسے ناصرات اور اطفال کی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ آن لائن ملاقات۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اُن ملاقاتوں میں ناصرات اور اطفال کو جو ہدایات دی تھیں، المیزان کے اس شمارہ کو خاص طور پر اُن ہدایات کو مد نظر رکھتے ہوئے تشکیل دیا گیا ہے۔ اس لئے اس کا موضوع ”پردہ“ ہے۔ اور یہ بات یاد رکھنا انتہائی ضروری ہے کہ پردہ صرف لڑکیوں کے لئے نہیں ہے بلکہ لڑکوں کے لئے بھی ہے۔ جہاں لڑکیوں نے لباس کا خیال رکھنا ہے وہاں لڑکوں نے بھی نظریں جھکانی ہیں۔

پردہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور ہم اس معاشرہ میں اسلام کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ کوئی بھی غیر مناسب قدم اٹھانے سے پہلے ہی، قدم اس سوچ کے ساتھ رک جانا چاہیے کہ ہم نے اس معاشرے میں، اس دنیا میں اسلام کا حقیقی رُوپ دکھانا ہے۔ ہمارے افعال سے کبھی بھی اُس کا کوئی غلط تاثر نہ جائے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے تمام احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نجمہ عثمان

اپنی تجاویز اور مضامین ہمیں اس پتہ پر ای میل کریں:

sabihaarshad@hotmail.com

قرآن مجید

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ترجمہ: ”مومنوں کو کہہ دے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ بات ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کا موجب ہے۔ یقیناً اللہ، جو وہ کرتے ہیں، اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔“

اور مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں۔ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے کہ جو اس میں سے از خود ظاہر ہو۔ اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈال لیا کریں اور اپنی زینتیں ظاہر نہ کیا کریں۔۔۔۔“ (النور: 31، 32)

کلام رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ایسی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں اور ایسے مردوں پر بھی لعنت بھیجی ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں (یعنی عورتیں مردانہ اور مرد زنانہ لباس اور انداز بودوباش اختیار نہ کریں)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ اسماء بنت ابوبکرؓ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پاس اس حالت میں آئیں کہ وہ باریک کپڑا پہنے ہوئے تھیں۔ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ان سے اعراض کیا اور فرمایا اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے لئے مناسب نہیں کہ منہ اور ہاتھوں کے سوا اس کے بدن کا کوئی اور حصہ نظر آئے۔
(ابوداؤد)

کلام حضرت مسیح موعودؑ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”آجکل پردہ پر حملہ کئے جاتے ہیں لیکن یہ لوگ نہیں جانتے کہ اسلامی پردہ سے مراد زندان نہیں۔“ (یعنی قید خانہ نہیں ہے) ”بلکہ ایک قسم کی روک ہے کہ غیر مرد اور عورت ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں۔ جب پردہ ہو گا ٹھوکر سے بچیں گے۔۔۔ بسا اوقات سننے اور دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسی قومیں غیر مرد اور عورت کے ایک مکان میں تہا رہنے کو حالانکہ دروازہ بھی بند ہو کوئی عیب نہیں سمجھتیں۔ یہ گویا تہذیب ہے۔ انہی بد نتائج کو روکنے کے لئے شارع اسلام نے وہ باتیں کرنے کی اجازت ہی نہ دی جو کسی کی ٹھوکر کا باعث ہوں۔ ایسے موقع پر یہ کہہ دیا کہ جہاں اس طرح غیر محرم مرد و عورت ہر دو جمع ہوں تیسرا اُن میں شیطان ہوتا ہے۔“ (ملفوظات جلد اول)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”ایماندار عورتوں کو کہہ دے کہ وہ بھی اپنی آنکھوں کو نا محرم مردوں کے دیکھنے سے بچائیں اور اپنے کانوں کو بھی نا محرموں سے بچائیں یعنی ان کی پُرشہوات آوازیں نہ سنیں اور اپنے ستر کی جگہ کو پر دے میں رکھیں اور اپنی زینت کے اعضاء کو کسی غیر محرم پر نہ کھولیں اور اپنی اوڑھنی کو اس طرح سر پر لیں کہ گریبان سے ہو کر سر پر آجائے۔ یعنی گریبان اور دونوں کان اور سر اور کپٹیاں سب چادر کے پردہ میں رہیں اور اپنے پیروں کو زمین پر ناچنے والوں کی طرح نہ ماریں۔ یہ وہ تدبیر ہے کہ جس کی پابندی ٹھوکر سے بچا سکتی ہے۔“ (اسلامی اصول کی فلاسفی)



خطبہ جمعہ

چند نکات از خطاب سیدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

بیان فرمودہ 13 جنوری 2017

حضورِ انور نے تشہد، تعوذ، تسمیہ کے بعد فرمایا کہ

آجکل ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کی اکثریت دین سے دور ہٹ گئی ہے اس لئے ان کے برائی اور اچھائی کے معیار بھی بدلتے جا رہے ہیں۔ مثلاً اس زمانے میں ہم دیکھتے ہیں کہ آزادی اور فیشن کے نام پر عورتوں مردوں میں ننگ عام ہو رہا ہے۔ ترقی یافتہ ہونے کی نشانی یہ ہے کہ کھلے عام بے حیائی کی جائے۔ حیاناں کی کوئی چیز نہیں رہی اور ظاہر ہے اس کا اثر پھر ہمارے بچوں اور بچیوں پر بھی ہو گا جو یہاں رہتے ہیں اور کچھ حد تک ہو بھی رہا ہے۔ بعض بچیاں جب جوانی میں قدم رکھنے لگتی ہیں تو مجھے لکھتی ہیں کہ اسلام میں پردہ کیوں ضروری ہے؟ کیوں ہم تنگ جین اور بلاؤز پہن کر بغیر برقع کے یا کوٹ کے گھر سے باہر نہیں جاسکتیں؟ کیوں ہم یہاں یورپ کی آزاد لڑکیوں جیسا لباس نہیں پہن سکتیں؟

پہلی بات تو ہمیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ اگر ہم نے دین پر قائم رہنا ہے تو پھر ہمیں دینی تعلیمات پر عمل کرنا ہو گا۔ اگر ہم نے یہ اعلان کرنا ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور دین پر قائم ہیں تو پھر پابندی بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پر، ان کے حکموں پر عمل کرنا بھی ضروری ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیا ایمان کا حصہ ہے۔ (صحیح البخاری)

پس حیا دارلباس اور پردہ ہمارے ایمان کو بچانے کے لئے ضروری ہے۔ اگر ترقی یافتہ ملک آزادی اور ترقی کے نام پر اپنی حیا کو ختم کر رہے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دین سے بھی دور ہٹ چکے ہیں۔ پس ایک احمدی بچی جس نے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے اس نے یہ عہد کیا ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گی۔ ایک احمدی بچے نے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے، ایک احمدی شخص نے، مرد نے، عورت نے مانا ہے، اس نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہے اور یہ مقدم رکھنا اسی وقت ہو گا جب دین کی تعلیم کے مطابق عمل کریں گے۔ یہ بھی ہماری خوش قسمتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں ہر بات کھول کھول کر بیان فرمادی ہے۔۔۔۔۔۔ آجکل کے معاشرے میں جو برائیاں ہمیں نظر آرہی ہیں یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک ایک لفظ کی تصدیق کرتی ہیں۔

پس ہر احمدی لڑکی لڑکے اور مرد اور عورت کو اپنی حیا کے معیار اونچے کرتے ہوئے معاشرے کے گند سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے نہ کہ یہ سوال یا اس بات پر احساس کمتری کا خیال کہ پردہ کیوں ضروری ہے؟ کیوں ہم ٹائٹ جین اور بلاؤز نہیں پہن سکتیں؟ یہ والدین اور خاص طور پر ماؤں کا کام ہے کہ چھوٹی عمر سے ہی بچوں کو اسلامی تعلیم اور معاشرے کی برائیوں کے بارے میں بتائیں تبھی ہماری نسلیں دین پر قائم رہ سکیں گی اور نام نہاد ترقی یافتہ معاشرے کے زہر سے محفوظ رہ سکیں گی۔ ان ممالک میں رہ کر والدین کو بچوں کو دین سے جوڑنے اور حیا کی حفاظت کے لئے بہت زیادہ جہاد کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے اپنے نمونے بھی دکھانے ہوں گے۔

پھر اسی طرح ایک بچی نے پچھلے دنوں مجھے خط لکھا کہ میں بہت پڑھ لکھ گئی ہوں اور مجھے بینک میں اچھا کام ملنے کی امید ہے۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر وہاں حجاب لینے اور پردہ کرنے پر پابندی ہو، کوٹ بھی نہ پہن سکتی ہوں تو کیا میں یہ کام کر سکتی ہوں؟ کام سے باہر نکلوں گی تو حجاب لے لوں گی۔ کہتی ہے کہ میں نے سنا تھا کہ آپ نے کہا تھا کہ کام والی لڑکیاں اپنے کام کی جگہ پر اپنا برقع، حجاب اتار کر کام کر سکتی ہیں۔ اس بچی میں کم از کم اتنی سعادت ہے کہ اس نے پھر ساتھ یہ بھی لکھ دیا کہ آپ منع کریں گے تو کام نہیں کروں گی۔

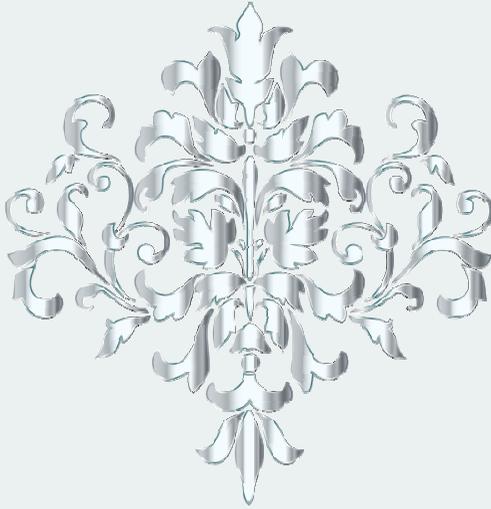
یہ اس لئے بیان کر رہا ہوں کہ یہ ایک نہیں کئی لڑکیوں کے سوال ہیں، تو پہلی بات یہ ہے کہ میں نے اگر کہا تھا تو ڈاکٹرز کو بعض حالات میں مجبوری ہوتی ہے۔ وہاں روایتی برقع یا حجاب پہن کر کام نہیں ہو سکتا۔ مثلاً آپریشن کرتے ہوئے۔ ان کا لباس وہاں ایسا ہوتا ہے کہ سر پر بھی ٹوپی ہوتی ہے، ماسک بھی ہوتا ہے، ڈھیلا ڈھالا لباس ہوتا ہے اس کے علاوہ تو ڈاکٹر بھی پردے میں کام کر سکتی ہیں۔ ربوہ میں ہماری ڈاکٹرز تھیں۔ ڈاکٹر فہمیدہ کو ہمیشہ

ہم نے پردہ میں دیکھا ہے۔ ڈاکٹر نصرت جہاں تھیں بڑا پکا پردہ کرتی تھیں۔ یہاں سے بھی انہوں نے تعلیم حاصل کی اور ہر سال اپنی قابلیت کو نئی ریسرچ کے مطابق ڈھالنے کے لئے، اس کے مطابق کرنے کے لئے یہاں لندن بھی آتی تھیں لیکن ہمیشہ پردہ میں رہیں بلکہ وہ پردہ کی ضرورت سے زیادہ پابند تھیں۔ ان پر یہاں کے کسی شخص نے اعتراض کیا، نہ کام پر اعتراض ہوا، نہ ان کی پیشہ ورانہ مہارت میں اس سے کوئی اثر پڑا۔ آپریشن بھی انہوں نے بہت بڑے بڑے کئے تو اگر نیت ہو تو دین کی تعلیم پر چلنے کے راستے نکل آتے ہیں۔ اسی طرح میں نے ریسرچ کرنے والیوں کو کہا تھا کہ کوئی بچی اگر اتنی لائق ہے کہ ریسرچ کر رہی ہے اور وہاں لیبارٹری میں ان کا خاص لباس پہننا پڑتا ہے تو وہ وہاں اس ماحول کا لباس پہن سکتی ہیں بیشک حجاب نہ لیں۔ وہاں بھی انہوں نے ٹوپی وغیرہ پہنی ہوتی ہے لیکن باہر نکلتے ہی وہ پردہ ہونا چاہئے جس کا اسلام نے حکم دیا ہے۔

بینک کی نوکری کوئی ایسی نوکری نہیں ہے کہ جس سے انسانیت کی خدمت ہو رہی ہو۔ اس لئے عام نوکریوں کے لئے حجاب اتارنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی جبکہ نوکری بھی ایسی جس میں لڑکی روزمرہ کے لباس اور میک اپ میں ہو، کوئی خاص لباس وہاں نہیں پہننا جانا۔ پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ حیا کے لئے حیا دار لباس ضروری ہے اور پردہ کا اس وقت رائج طریق حیا دار لباس کا ہی ایک حصہ ہے۔ اگر پردہ میں نرمی کریں گے تو پھر اپنے حیا دار لباس میں بھی کئی عذر کر کے تبدیلیاں پیدا کر لیں گی اور پھر اس معاشرے میں رنگین ہو جائیں گی جہاں پہلے ہی بے حیائی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔

دنیا تو پہلے ہی اس بات کے پیچھے پڑی ہوئی ہے کہ کس طرح وہ لوگ جو اپنے مذہب کی تعلیمات پر چلنے والے ہیں اور خاص طور پر مسلمان ہیں انہیں کس طرح مذہب سے دُور کیا جائے۔ سوئٹزرلینڈ میں ایک لڑکی نے مقدمہ کیا کہ میں لڑکوں کے ساتھ سوئمنگ کرنے میں حجاب محسوس کرتی ہوں مجھے سکول پابند کرتا ہے کہ مِس سوئمنگ ہوگی۔ مجھے اس کی اجازت دی جائے کہ علیحدہ لڑکیوں کے ساتھ میں سوئمنگ کروں ہیومن رائٹس والے جو انسانی حقوق کے بڑے علمبردار بنے پھرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے تم یہ چاہتی ہو کہ

علیحدہ کرو، یہ تمہارا ذاتی حق تو ہے لیکن یہ کوئی ایسا بڑا المیشو نہیں ہے جس کے لئے تمہارے حق میں فیصلہ دیا جائے۔ جہاں اسلام کی تعلیم اور عورت کی حیا کا معاملہ آیا تو وہاں انسانی حقوق کی تنظیمیں بھی بہانے بنانے لگ جاتی ہیں۔ پس ایسے حالات میں احمدیوں کو پہلے سے بڑھ کر زیادہ محتاط ہونا چاہئے۔ اگر سکولوں میں چھوٹے بچوں کے لئے بعض ملکوں میں سوئمنگ لازمی ہے تو پھر چھوٹے بچے پچیاں پورا لباس پہن کر یعنی جو سوئمنگ کا لباس پورا ہوتا ہے جسے آجکل برکینی (Burkini) کہتے ہیں وہ پہن کر سوئمنگ کریں۔ تاکہ ان کو احساس پیدا ہو کہ ہم نے بھی حیا دار لباس رکھنا ہے۔ ماں باپ بھی بچوں کو سمجھائیں کہ لڑکوں اور لڑکیوں کی علیحدہ سوئمنگ ہونی چاہئے۔ اس کے لئے کوشش بھی کرنی چاہئے۔۔۔“



نیکی

صوبیہ لقمان (سڈنی)

پیارے بچو! ابو نصر العیاد نامی ایک شخص اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ غربت و افلاس کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ ایک دن وہ اپنی بیوی اور دو بچوں کو بھوک سے نڈھال اور بلکتا رو تا گھر میں چھوڑ کر خود غموں سے چور کہیں جا رہا تھا کہ راہ چلتے اس کا سامنا ایک عالم دین سے ہوا جس کا نام احمد بن مسکین تھا۔

عالم دین کو دیکھتے ہی ابو نصر نے کہا کہ اے شیخ میں دکھوں کا مارا ہوا غموں سے تھک گیا ہوں۔ عالم دین نے کہا کہ میرے پیچھے چل آؤ ہم دونوں سمندر پر چلتے ہیں۔ سمندر پر پہنچ کر عالم دین نے اسے دور کت نفل پڑھنے کو کہا نماز پڑھ چکا تو اس نے ایک جال دیتے ہوئے کہا کہ اسے بسم اللہ کر کے سمندر میں پھینک دو۔ پھینکے گئے جال میں پہلی بار ایک بڑی مچھلی پھنس گئی جال کو باہر نکالا گیا عالم دین نے کہا کہ جاؤ اس مچھلی کو بازار میں فروخت کرو اور اس سے حاصل ہونے والی رقم سے اپنے اہل خانہ کے لئے کچھ کھانے پینے کا سامان خرید کر گھر لے جاؤ۔

ابو نصر نے شہر میں جا کر مچھلی فروخت کی اور حاصل ہونے والے پیسوں سے ایک قیمے والا اور ایک میٹھا پر اٹھا خرید اور سیدھا عالم دین کی خدمت میں پہنچا اور کہنے لگا ان پر اٹھوں میں سے کچھ لینا قبول کرو۔ عالم دین نے کہا کہ تم نے اپنے کھانے کے لئے جال پھینکا تھا قدرت نے تمہیں مچھلی دے دی میں نے تمہاری نیکی اپنی بھلائی کے لئے کی تھی۔

اس لئے یہ پر اٹھے تم اپنے گھر لے جاؤ اور اپنے اہل خانہ کو کھلاؤ۔ ابو نصر اپنے پر اٹھے لیے خوشی خوشی اپنے گھر کی طرف جا رہا تھا کہ اس نے راستے میں بھوکوں سے ماری ایک عورت کو روتے دیکھا جس کے پاس اس کا بیٹا بھی تھا۔ ابو نصر نے اپنے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے دونوں پر اٹھے دیکھے اور اپنے آپ سے کہا کہ اس عورت اور

اس کے بچے اور اس کے اپنے بچے اور بیوی میں کیا فرق ہے معاملہ تو ایک جیسا ہی ہے۔ وہ بھی بھوکے ہیں اور یہ بھی بھوکے ہیں۔ یہ دونوں پر اٹھے کس کو دوں۔ عورت کی آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسوؤں کی طرف دیکھا تو اس نے اپنا سر جھکا دیا اور پر اٹھے بھوکی عورت کی طرف بڑھادیئے اور بولا خود بھی کھاؤ اور اپنے بیٹے کو بھی کھاؤ عورت کے چہرے پر خوشی اور اس کے بھوکے بیٹے کے چہرے پر مسکراہٹ تھی لیکن ابو نصر غمگین دل کے ساتھ واپس اپنے گھر کی طرف چل دیا کہ اپنے بھوکے بچوں اور بیوی کا سامنا کیسے کرے گا۔

گھر جاتے ہوئے اس نے ایک منادی والا دیکھا جو کہہ رہا تھا کہ کوئی ہے جو اسے ابو نصر سے ملا دے۔ لوگوں نے منادی والے سے کہا کہ یہ دیکھو یہی ابو نصر ہے منادی والے نے کہا کہ آج سے 20 سال قبل تیرے باپ نے 30 ہزار درہم امانت رکھے تھے۔ جب سے تیرا والد فوت ہوا ہے میں تمہیں تلاش کر رہا ہوں آج میں نے تمہیں پایا ہے تو یہ 30 ہزار درہم لے لو۔ ابو نصر کا کہنا تھا وہ بیٹھے بٹھائے امیر ہو گیا تھا۔ اس کے کئی گھر بنے تجارت پھیلی گئی اس نے کبھی بھی اللہ کی راہ میں دینے میں کنجوسی سے کام نہیں لیا۔

ایک ہی بار میں ایک ایک ہزار درہم فراخدی سے صدقہ اور خیرات کرنے والا بن گیا ایک بار اس نے خواب میں دیکھا کہ حساب کتاب کا دن آن پہنچا ہے میدان میں ترازو نصب ہے منادی کرنے والے نے آواز دی کہ اب ابو نصر کو لایا جائے اور اس کے گناہ و ثواب کو تو لایا جائے ابو نصر کہتا ہے کہ ایک پلڑے میں میری نیکیاں اور دوسرے پلڑے میں میرے گناہوں کو رکھا گیا تو گناہوں والا پلڑا بھاری تھا میں نے پوچھا کہ میرے صدقات و خیرات کہاں گئے جو میں نے اللہ کی راہ میں دیئے تھے تو سننے والوں نے میرے صدقات نیکیوں کے پلڑے میں رکھ دیئے۔ ہر ہزار درہم کے صدقے کے نیچے خواہشات اور ریاکاری کا ملمع چڑھا ہوا تھا ان صدقات کو روٹی سے بھی زیادہ ہلکا پایا میرے گناہوں کا پلڑا اب بھی بھاری تھا میں روپڑا اور کہنے لگا ہائے رب میری نجات کیسے ہوگی۔ منادی والے نے میری بات کو سنا تو اس نے کہا کہ اس کا کوئی اور عمل ہے تو اسے بھی لے آؤ۔

میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ کہہ رہا تھا کہ ہاں اس کے دیئے ہوئے دو پر اٹھے ہیں۔ جو ابھی تک میزان میں نہیں آئے دونوں پر اٹھے ترازو کے نیکی والے پلڑے میں ڈالے گئے تو نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو گیا لیکن تھوڑا سا بھاری تھا عورت کے آنسو نیکیوں کے پلڑے میں ڈالے گئے۔ جس کے پہاڑ جیسے وزن سے نیکیوں کا پلڑا مزید

بھاری ہو گیا۔

منادی والے نے پوچھا کوئی اور عمل بھی اس کا باقی ہے تو فرشتے نے کہا کہ ہاں ابھی اس بھوکے بچے کی مسکراہٹ ہے اسے اس پلٹے میں ڈالا گیا تو نیکیوں والا پلڑا بھاری سے بھاری ہوتا چلا گیا۔ منادی کرنے والا بول اٹھا کہ یہ شخص نجات پا گیا۔ ابو نصر کہتا ہے کہ میں جب نیند سے بیدار ہوا تو میں نے اپنے آپ سے کہا کہ اے ابو نصر تجھے تیرے بڑے بڑے علاقوں نے نہیں بلکہ آج تجھے تیرے دوپراٹھوں نے بچایا ہے۔

پیارے بچو! اس کہانی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ کسی بڑی نیکی پر مغرور نہیں ہونا چاہئے اور کسی بھی چھوٹی نیکی کو حقیر نہیں سمجھنا چاہئے۔ ایک اور بات کا دھیان رکھیں کہ نمائش کا جذبہ فطرت انسانی کا ایک لازمہ بن کر رہ گیا ہے اب ہماری نیکیاں اور خوبیاں بھی لاشعوری طور پر ایسے موقعوں کی تلاش میں رہتی جب ہم بڑی خوبصورتی اور فخر کے ساتھ دوسروں پر اس کا اظہار کر سکیں یاد رکھیں کہ ظاہری نام و نمود اور دنیاوی شہرت کی حرص انسان کی نیکیوں کو درجات سے محروم کر دیتی ہیں۔



ترانہ واقفاتِ نو آسٹریلیا

محمودہ طلعت (سڈنی)

ہم عرض یہ کرتی ہیں آقاہر عہد کو دل سے نبھائیں گی
ہم بلبلیں ہیں بُستانِ نو کی ترانے حمد کے گائیں گی

دکھ بانٹ کے، امن و محبت سے ہم دین احمد پھیلانیں گی
انسان ہے، گورایا ہو کالا یہ فرق عمل سے مٹائیں گی

جینے کا سلیقہ ہے کیا جہاں، ہم علم اور عمل سے بتائیں گی
جب وقت پڑا کمزور کی تب ہم بیساکھی ہو جائیں گی

ہم نے جسے دل کیا نذرانہ یہ جان بھی اُس پہ لٹائیں گی
دعویٰ نہیں صرف محبت کا ہم عہد وفا بھی نبھائیں گی

خدمت میں عرضی دعا کی ہے جب وقف کے بار اٹھائیں گی
رحمت کی اُس کے اُدڑھنی اُدڑھ، حیا سے سمٹی جائیں گی

(عبیرہ اور قدسیہ کے نام)

دانتوں کی صفائی اور حفاظت

دانت ہماری شخصیت کا اہم حصہ ہیں اگر دانت صحت مند نہ ہوں تو ہماری صحت پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ دانتوں کی بیماریاں کئی اور بیماریوں کا سبب بنتی ہیں۔ دانتوں کی کچھ بیماریاں گو خاندانی ہوتی ہیں جن سے بہت احتیاط کے باوجود بھی نہیں بچا جاسکتا مگر دانتوں کے زیادہ تر مسائل سے، ذرا سی احتیاط اور مناسب صفائی کے ذریعہ بچا جاسکتا ہے۔

آج سے چودہ سو سال پہلے رسول کریم ﷺ نے ہمیں پانچ وقت نماز سے پہلے مسواک کر کے دکھا کہ دانتوں کی صفائی اور حفاظت کا درس دیا۔ آج بھی اچھی مسواک کا استعمال دانتوں کو صحت مند رکھتا ہے مگر ٹوتھ برش کا استعمال آجکل زیادہ عام ہے۔ گودن میں تین دفعہ (ہر کھانے کے بعد) برش کرنا چاہیے مگر صبح اور رات میں بھی برش کرنا کافی ہے اگر ان دو باتوں کا خیال رکھا جائے

1: دانت رات کھانے کے بعد اور صبح ناشتے کے بعد صاف کئے جائیں۔

2: کھانے اور دانت برش کرنے میں کم از کم آدھے گھنٹے کا وقفہ ہو (کھانے کے فوراً بعد برش کرنا دانتوں کی سطح کو نقصان پہنچا سکتا ہے)

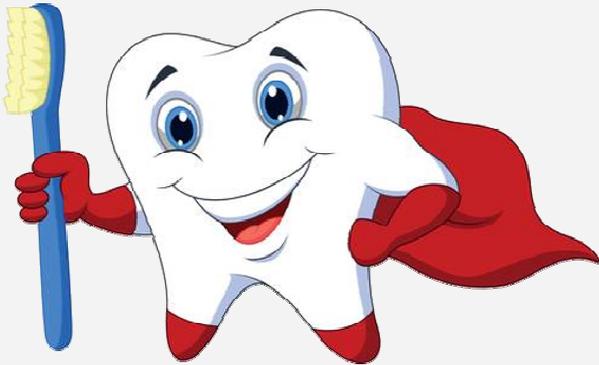
بہت زیادہ سخت برسلز (Bristles) والے برش کا استعمال یا آگے پیچھے کی سمت میں دانتوں کو صاف کرنا بھی دانتوں کی سطح یا اینیمیل (Enamel) کو نقصان پہنچاتا ہے دانتوں کو ہمیشہ نرم برسلز والے برش سے گولائی میں صاف کرنا چاہیے۔ اس سے مسوڑھوں کے اندر سے بھی صفائی ہو جاتی ہے۔ ڈینٹل فلوس کا استعمال دانتوں کے درمیان سے کھانے کے ان ذرات کی صفائی کے لئے ضروری ہے جو برش سے نہیں نکل سکتے۔

اس کے علاوہ سال یا دو سال میں ایک دفعہ سکیلنگ (Scaling) کے ذریعے دانتوں میں جے کیلکولس کی صفائی بھی کروانا ضروری ہے۔ ایک عام غلط فہمی لوگوں میں یہ پائی جاتی ہے کہ سکیلنگ کروانے سے دانت کمزور ہو جاتے ہیں جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔

منہ سے بدبو آنے کی بھی ایک بڑی وجہ دانتوں کے درمیان کھانے کے ذرات کا پھنسا رہا جانا ہے اور دانتوں کی صفائی سے اکثر لوگ اس مسئلہ سے نجات پالیتے ہیں۔

دانتوں سے متعلق ایک اور عام مسئلہ مسوڑھوں سے خون آنا بھی ہے۔ اسکی بھی مختلف وجوہات ہوتی ہیں سب سے عام وجہ مسوڑھوں اور دانتوں میں کھانے کے ذرات کا پھنسا رہا جانا ہے جس سے مسوڑھے کمزور ہو جاتے ہیں اس کے لئے بھی سکیلنگ کروانا ضروری ہے مگر وقتی طور پر آرام کے لئے ایک گھریلو نسخہ نیم گرم پانی میں نمک ڈال کے کلیاں کرنا ہے۔

ان معمولی باتوں کا دھیان رکھ کر آپ بھی اپنے دانتوں کو مضبوط اور صحت مند بنا سکتے ہیں اور اعتماد سے مسکرا سکتے ہیں۔ (ماخوذ از مریم جولائی 2018)



ذرا مسکرائے

پہلا دوست: میرے باپ کا کوئی بال بھی بریکا
نہیں کر سکتا۔

دوسرا دوست: کیا وہ بہت طاقتور ہیں؟
پہلا دوست: نہیں وہ گنجے ہیں۔

اُستاد: ندیم سے اندھا کسے کہتے ہیں۔
ندیم: جس کی آنکھیں نہ ہوں۔
اُستاد: شاباش اور کاناکسے کہتے ہیں۔
ندیم: جس کے کان نہ ہوں۔

استاد: دو میں سے دو نکال دو تو باقی کتنے بچتے ہیں؟
شاگرد: جناب سوال سمجھ نہیں آیا۔
استاد: بھیجی اگر تمہارے پاس دو روٹیاں ہوں اور تم دونوں
روٹیاں کسی فقیر کو دے دو تو تمہارے پاس کیا بچا؟
شاگرد: صرف سالن۔